شیئے نعم تعلق تراب ندید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

عام سے سالانہ قیمت پیشگی ۳ روپے

معاونین و خواص جو لطف فرماویں

بیا در بزم مستاں تا ببینی عالمی دیگر — بہشتی دیگر و ابلیس دیگر آدمی دیگر

نمبر — قادیان دار الامان ۲۱ رمضان المبارک سنہ ۱۳۱۷ ہجری مطابق جنوری سنہ ۱۹۰۰ء — جلد

سیرت حضرت مسیح موعود

جس کو مولانا مولوی حضرت عبد الکریم صاحب سیالکوٹی اپنی چٹھی نمبر ۶ کی صورت میں تحریر فرمایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

(برادران)

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مجھے افسوس ہے کہ میں نے آپ کو حد سے زیادہ انتظار کی تکلیف دی اور عرصہ دراز تک اپنے محبوب و آقا کے کلمات طیبات کے سنانے اور الٰہی سلسلہ کی نسبت کچھ لکھنے سے قاصر رہا۔ اُن خطوط کی رفتار چاہتی تھی کہ اُس کی راہ میں کوئی روک نہ آئے مگر بہت سے نا اندیشیدہ امور ایسے پیش آ گئے کہ لا محالا وہ نظام ٹوٹ گیا۔

مگر میں اس سے خوش ہوں کہ میرا یہ خط احباب کو ایسا خوش کرے گا کہ وہ آفات پر متاسف نہ ہوں گے اور معاً مجھے اُمید ہے کہ وہ اپنے ایک بھائی کے لئے درد دل سے دعا کریں گے جو وسعت بھر اسی تاک میں لگا رہتا ہے کہ کوئی سرور بخش راحت افزا چیز مل جائے تو دوستوں کی نذر کرے۔ مگر بعض ابتلا طبعاً اس پر ایسے اوقات لے آتے ہیں کہ اُس کے ہاتھ اور قلم میں منافرت واقع ہو جاتی ہے۔

برادران۔ میں نے اپنے کسی خط میں وعدہ کیا تھا کہ میں حضرت موعود علیہ السلام کی اندرونی زندگی کے حالات و واقعات لکھوں گا۔ اس لئے کہ خدا تعالےٰ کے خاص فضل نے مجھے کئی سال سے یہ موقعہ دے رکھا ہے کہ حضرت کے قرب و جوار کا نسبتاً مجھے بہت زیادہ فخر حاصل ہے اور علاوہ براں خداوند حکیم نے مجھے دل بھی ایسا تیز حس اور نکتہ رس عنایت کیا ہے کہ میں کسی دیدہ و شنیدہ واقعہ کو جزوی ہو یا کلی بے التفاتی کی نگاہ سے نہیں دیکھتا۔ میرا جودت زا دل ہر امر میں ڈوب جاتا اور اُس کی تہ سے کام کی بات نکال لاتا ہے اور یہ بھی خاص فضل مجھ پر ہے کہ زندگی کی کثرت اور وحدت کی گھڑیوں میں نہ تو میں ہی کبھی اپنے دل کو دھوکا دینے کی کوشش کرتا ہوں اور نہ میرے دل نے اپنی اصلی صورت اور حقیقی حقیقت کے

ہو جائیں خواہ میں ہلاک کیوں نہ ہو جاؤں۔

برادران یہ ایمان تو میں مسلمانوں کے مردوں میں بھی نہیں دیکھتا۔ کیا ہی مبارک ہے وہ مرد اور مبارک ہے وہ عورت جن کا تعلق باہم ایسا سچا اور مصفا ہے اور کیا بہشت کا نمونہ وہ گھر ہے جس کا ایسا مالک اور ایسے اہل بیت ہیں۔

میرا اعتقاد ہے کہ شوہر کے نیک و بد اور اس کے مکار اور فریبی یا راستباز اور متقی ہونے سے عورت خوب آگاہ ہوتی ہے۔ حقیقت میں ایسے خلا ملا کے رفیق سے کون سی بات مخفی رہ سکتی ہے۔ میں ہمیشہ سے رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت کی بڑی محکم دلیل سمجھا اور مانا کرتا ہوں آپ کے ہم عمر اور محرم راز دوستوں اور ازواج مطہرات کے آپ پر صدق دل سے ایمان لانے اور اس پر آپ کی زندگی میں اور موت کے بعد پوری ثبات اور وفاداری سے قائم رہنے کو۔

صحابہ کو ایسی تیز شامہ اور کامل زیرکی بخشی گئی تھی کہ وہ اس محمد میں جو انما انا بشر مثلکم کہتا اور اس محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں جو انی رسول اللہ الیکم جمیعا کہتا صاف تمیز کرتے۔ وہی غرض اخوان الصفا اور آپ کی بیبیاں جیسی اس محمد سے جو بشر محض ہے ایک وقت انبساط اور بے تکلفی سے گفتگو کرتے اور کبھی کبھی معمولی کاروبار کے معاملات میں پس و پیش اور رد و قدح بھی کرتے ہیں اور ایک وقت ایسی اختلاط اور موانست کی باتیں کر رہی ہیں کہ کوئی حجاب حشمت اور پردہ تکلف درمیان نہیں وہی دوسرے وقت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مقابل یوں سرنگوں اور متادب بیٹھے ہیں گویا بت ہیں جن پر پرندے بھی بے باکی سے گھونسلا بنا لیتے ہیں اور تقدم اور رفع صوت کو آپ کی حضور میں حبط اعمال کا موجب جانتے ہیں اور ایسے مطیع و منقاد ہیں کہ اپنا ارادہ اور اپنا علم اور اپنی رسم اور اپنی ہوا امر رسول کے مقابل یوں ترک کر دیتے ہیں کہ گویا وہ بے عقل اور بے ارادہ کٹھ پتلیاں ہیں۔

ایسی مخلصانہ اطاعت اور خودی اور خود رائی کی کینچلی سے صاف نکل آنا ممکن نہیں جب تک دلوں کو کسی کے سچی بے ریا اور من جانب اللہ زندگی کا زندہ یقین پیدا نہ ہو جائے۔

اسی طرح میں دیکھتا ہوں حضرت اقدس کو آپ کی بی بی صاحبہ صدق دل سے مسیح موعود مانتی ہیں اور آپ کے بشارات سے خوش ہوتی اور انذارات سے ڈرتی ہیں۔

غرض اس برگزیدہ ساتھی کو برگزیدہ خدا سے پورا تعلق اور پورا اتفاق ہے اور علی ہذا جتنا جتنا آپ کا کوئی گہرا دوست اور واقف کار جلیس ہے وہ اسی اندازہ پر آپ کی راستی کا قائل ہے اور جتنا دراز عرصہ کوئی آپ کی خدمت میں رہے وہ محبت اور نیک گمان میں دوسروں کی نسبت بہت زیادہ ترقی کر جاتا ہے۔

حضرت کا حوصلہ اور حلم یہ ہے کہ میں نے سیکڑوں مرتبہ دیکھا ہے آپ اوپر دالان میں تنہا بیٹھے لکھ رہے ہیں یا فکر کر رہے ہیں اور آپ کی قدیمی عادت ہے کہ دروازے بند کر کے بیٹھا کرتے ہیں۔ ایک لڑکے نے زور سے دستک بھی دی اور منہ سے بھی کہا ہے ابا بوا کھول۔ آپ وہیں اٹھے ہیں اور دروازہ کھولا ہے کم عقل بچہ اندر گھسا ہے اور ادھر ادھر جھانک تاک کر پھر الٹے پاؤں نکل گیا ہے۔ حضرت نے پھر معمولاً دروازہ بند کر لیا ہے۔ دو ہی منٹ گذرے ہوں گے جو پھر موجود اور زور زور سے دھکے دے رہے ہیں اور چلا رہے ہیں ابا بوا کھول۔ آپ پھر بڑی اطمینان اور جمعیت سے اٹھے ہیں اور دروازہ کھول دیا ہے۔ بچہ اب کی دفعہ اندر بھی نہیں گھسا ذرا سر ہی اندر کر کے اور کچھ منہ میں بڑبڑا کے پھر الٹا بھاگ جاتا ہے۔ حضرت بڑے ہشاش بشاش بڑی استقلال سے دروازہ کو بند کر کے اپنے نازک اور ضروری کام پر بیٹھ جاتے ہیں۔ کوئی پانچ ہی منٹ گذرے ہیں تو پھر موجود اور پھر وہی گرما گرمی اور شور اشوری کہ ابا بوا کھول اور آپ اٹھ کر اسی وقار اور سکون سے دروازہ کھول دیتے ہیں اور منہ سے ایک حرف تک نہیں نکالتے کہ تو کیوں آتا اور کیا چاہتا ہے اور آخر تیرا مطلب کیا ہے جو بار بار ستاتا اور کام میں حرج ڈالتا ہے۔ میں نے ایک دفعہ گنا کوئی بیس دفعہ ایسا کیا اور ان ساری دفعات میں ایک دفعہ بھی حضرت کے منہ سے زجر اور توبیخ کا کلمہ نہیں نکلا۔

بعض اوقات دوا وغیرہ پوچھنے والی گنواری عورتیں زور سے دستک دیتی ہیں اور اپنی سادہ اور گنواری زبان میں کہتی ہیں "مرزا جی جرا بوا کھولو تاں" حضرت اس طرح اٹھتے ہیں جیسے مطاع ذی شان کا حکم آیا ہے اور کشادہ پیشانی سے باتیں کرتے اور دوا بتاتے ہیں۔

ہمارے ملک میں وقت کی قدر پڑھی ہوئی جماعت کو بھی نہیں تو پھر گنوار تو اور بھی وقت کے ضائع کرنے والے ہیں۔ ایک عورت بے معنی بات چیت کرنے لگ گئی ہے اور اپنے گھر کا رونا اور ساس نند کا گلہ شروع کر دیا ہے اور گھنٹہ بھر اسی میں ضائع کر دیا ہے آپ وقار اور تحمل سے بیٹھے سن رہے ہیں۔ زبان سے یا اشارہ سے اس کو کہتے نہیں کہ بس اب جاؤ دوا پوچھ لی اب کیا کام ہے ہمارا وقت ضائع ہوتا ہے۔ وہ خود ہی گھبرا کے اٹھ کھڑی ہوتی اور مکان کو اپنی ہوا سے

اطلاع رسالہ اثبات خلافت شیخین ۸۸ صفحہ تک چھپ چکا ہے اور ۱۰۰ تک پریس میں جا چکا ہے ناظرین مطمئن رہیں۔

پاک کرتی ہے۔

ایک دفعہ بہت سی گنواری عورتیں بچوں کو لے کر دکھانے آئیں اتنے میں اندر سے بھی چند خدمتگار عورتیں شربت بزوری کے لئے برتن ہاتھوں میں لئے آنکلیں۔ اور آپکو دینی ضرورت کے لئے ایک بڑا اہم مضمون لکھنا تھا اور جلد لکھنا تھا۔ میں بھی اتفاقاً جا نکلا کیا دیکھتا ہوں حضرت کمربستہ اور مستعد کھڑے ہیں جیسے کوئی یورپین اپنی دنیوی ڈیوٹی پر چست اور ہوشیار کھڑا ہوتا ہے اور پانچ چھ صندوق کھول رکھے ہیں۔ اور چھوٹی چھوٹی شیشیوں اور بوتلوں میں سے کسی کو کچھ اور کسی کو کوئی عرق دے رہے ہیں اور کوئی تین گھنٹے تک یہ بازار لگا رہا اور ہسپتال جاری رہا۔ فراغت کے بعد میں نے عرض کیا حضرت یہ تو بڑی زحمت کا کام ہے اور اس طرح بہت سا قیمتی وقت ضائع جاتا ہے۔ اللہ اللہ کس نشاط اور طمانیت سے مجھے جواب دیتے ہیں کہ یہ بھی تو ویسا ہی دینی کام ہے۔ یہ مسکین لوگ ہیں یہاں کوئی ہسپتال نہیں۔ میں ان لوگوں کی خاطر ہر طرح کی انگریزی اور یونانی دوائیں منگوا رکھا کرتا ہوں جو وقت پر کام آجاتی ہیں اور فرمایا یہ بڑا ثواب کا کام ہے مومن کو ان کاموں میں سست اور بے پروا نہ ہونا چاہئیے

میں نے بچوں کا ذکر کیا ہے عام خدمتگار عورتوں کی نسبت بھی آپ کا یہی رویہ ہے۔ کئی کئی دفعہ ایک آتی اور مطلوب چیز مانگتی ہے اور پھر پھر اُس چیز کو مانگتی ہے۔ ایک دفعہ بھی آپ نہیں فرماتے کہ کمبخت کیوں دق کرتی ہے جو کچھ لینا ہے ایک ہی دفعہ کیوں نہیں لیتی۔

بارہا میں نے دیکھا ہے اپنے اور دوسرے بچے آپ کی چارپائی پر بیٹھے ہیں اور آپ کو مضطر کرکے پائینتی پر بٹھا دیا ہے اور اپنے بچپنے کی بولی میں مینڈک اور کوّے اور چڑیا کی کہانیاں سنا رہے ہیں اور گھنٹوں سنائے جا رہے ہیں اور حضرت ہیں کہ بڑے مزہ میں سنے جا رہے ہیں گویا کوئی مثنوی ملائے روم سنا رہا ہے۔

حضرت بچوں کو مارنے اور ڈانٹنے کے سخت مخالف ہیں۔ بچے کیسے ہی بسوریں۔ شوخی کریں۔ سوال میں تنگ کریں اور بے جا سوال کریں اور ایک موہوم اور غیر موجود شے کے لئے حد سے زیادہ اصرار کریں۔ آپ نہ تو کبھی مارتے ہیں نہ جھڑکتے ہیں۔ اور نہ کوئی خفگی کا نشان ظاہر کرتے ہیں۔

محمود کوئی تین برس کا ہوگا آپ لودھیانہ میں تھے میں بھی وہیں تھا۔ گرمی کا موسم تھا مردانہ اور زنانہ میں ایک دیوار حائل تھی۔ آدھی رات کا وقت ہوگا جو میں جاگا اور مجھے محمود کے رونے اور حضرت کے اُسے ادھر اُدھر کی باتوں میں بہلانے کی آواز آئی۔ حضرت اُسے گود میں لئے پھرتے تھے اور وہ کسی طرح چپ نہیں ہوتا تھا۔ آخر آپ نے کہا دیکھو محمود وہ کیسا تارا ہے بچہ نے نئے مشغلہ کی طرف دیکھا اور ذرا چپ ہوا۔ پھر وہی رونا اور چلّانا اور یہ کہنا شروع کر دیا "ابا تارے جانا"۔ کیا مجھے مزہ آیا اور پیارا معلوم ہوا آپ کا اپنے ساتھ یوں گفتگو کرنا "یہ اچھا ہوا ہم نے تو ایک راہ نکالی تھی اس نے اُس میں بھی اپنی ضد کی راہ نکالی"۔ آخر بچہ روتا روتا خود ہی جب تھک گیا چپ ہو گیا مگر اس سارے عرصہ میں ایک لفظ بھی سختی کا یا شکایت کا آپ کی زبان سے نہ نکلا۔ بات میں بات آگئی۔ حضرت بچوں کو سزا دینے کے سخت مخالف ہیں میں نے بارہا دیکھا ہے ایسے کسی چیز پر برہم نہیں ہوتے جیسے جب سن لیں کہ کسی نے بچہ کو مارا ہے۔

یہاں ایک بزرگ نے ایک دفعہ اپنے لڑکے کو عادتاً مارا تھا حضرت بہت متاثر ہوئے اور اُنھیں بُلا کر بڑی دردانگیز تقریر فرمائی۔ فرمایا میرے نزدیک بچوں کو یوں مارنا شرک میں داخل ہے گویا بدمزاج مارنے والا ہدایت اور ربوبیت میں اپنے تئیں حصہ دار بنانا چاہتا ہے فرمایا ایک جوش والا آدمی جب کسی بات پر سزا دیتا ہے اشتعال میں بڑھتے بڑھتے ایک دشمن کا رنگ اختیار کر لیتا ہے اور جرم کی حد سے سزا میں کوسوں تجاوز کر جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص خوددار اور اپنے نفس کی باگ کو قابو سے نہ دینے والا اور پورا متحمل اور بُردبار اور باسکون اور باوقار ہو تو اُسے البتہ پہونچتا ہے کہ کسی وقت مناسب پر کسی حد تک بچہ کو سزا دے یا چشم نمائی کرے مگر مغلوب الغضب اور سبک سر اور طائش العقل ہرگز سزاوار نہیں کہ بچوں کی تربیت کا متکفل ہو۔ فرمایا جس طرح اور جس قدر سزا دینے پر کوشش کی جاتی ہے کاش دعا میں لگ جائیں اور بچوں کے لئے سوز دل سے دعا کرنے کو ایک حزب مقرر ٹھیرا لیں۔ اس لئے کہ والدین کی دعا کو بچوں کے حق میں خاص قبول بخشا گیا ہے۔

فرمایا میں التزاماً چند دعائیں ہر روز مانگا کرتا ہوں۔ اوّل اپنے نفس کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ خداوند کریم مجھ سے وہ کام لے جس سے اُس کی عزت و جلال ظاہر ہو اور اپنی رضا کی پوری توفیق عطا کرے۔ پھر اپنے گھر کے لوگوں کے لئے مانگتا ہوں کہ ان سے قرۃ عین عطا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی مرضیات کی راہ پر چلیں۔ پھر اپنے بچوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ یہ سب دین کے خادم بنیں۔ پھر اپنے مخلص دوستوں کے لئے نام بنام اور پھر ان سب کے لئے جو اس سلسلہ سے وابستہ ہیں خواہ ہم انھیں جانتے ہیں یا نہیں جانتے۔

اور اسی ضمن میں فرمایا حرام ہے مشیخی کی گدی پر بیٹھنا اور پیر بننا اُس شخص کو

اعلان - چونکہ سال رواں کے لئے اخبار الحکم کی رجسٹری ہونے میں بعض رکاوٹیں ڈاک خانہ والوں کی طرف سے پیش آگئی ہیں جس کا انتظام انشاء اللہ بہت جلد ہو جائے گا اسلئے ناظرین اخبار کے علیحدہ شائع ہونے سے...

میرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پھر وال غبار سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے بلبلع ۱۲ میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۸ خالص میرہ فی ماشہ ۱۲ مصری سرمہ فی تولہ ۴ ہر خرچ ڈاک ذمہ خریدار کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے۔

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ کوئی سخت کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ جی۔ ایم سانگلی صاحب۔ ایم۔ بی ایم۔ ایس۔ سند یافتہ یونیورسٹی۔

(۲) میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مسماۃ اتم دیوی بعمر ۱۴ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پھر وال پڑتے تھے اس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں ان میں کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اس کی بینائی میں فرق اس قدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔

راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) میں نے میرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاص کر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار و کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔

راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

(۴) میں اس امر کی بڑی خو[شی سے] تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سر[مہ جو] سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار [کیا ہے میں نے] اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مر[یضوں] پر استعمال کیا میری رائے میں [بینائی] قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماری[وں سے] بچنے کے لئے میرے کے سرمہ کا [استعمال] بہت ہی مفید ہے۔ راقم خان [بہادر] ڈاکٹر سید میر شاہ۔ ایل۔ ایم۔ ا[یس] اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل ک[الج]

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص میرے کی کی سندات میں سے جو بارہ ہزار کے ہیں ایک بھی فرضی ثابت کر دی [تو اس] کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ دیا جائے گا جو لاہور نیشنل بنک میں اسی [غرض] کے لئے مارچ ۱۸۹۶ء جمع کیا گیا ہے۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کی اہتمام سے طبع ہو کر شائع ہوا

مخلوق کے حقوق کی تباہی کی بنیاد باندھنے والی کوئی شے نہیں اور بالآخر یہی تلخی آفریں طبیعت ہے جس نے اس عالم کو دار الکدورت اور بیت الحزن بنا رکھا ہے۔ چنانچہ خدا تعالے کی کتاب حکیم نے جہاں چاہا ہے کہ اُس دوسرے عالم کا دار السلام اور بیت السرور ہونا ثابت کرے اور اُس کے قابل رشک خوشیوں اور راحتوں کا نقشہ بالمقابل اس عالم کے دکھائے ان الفاظ سے بہتر تجویز نہیں فرمائی ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین۔ یعنی بہشت میں وہ قوت ہی انسانوں کے سینہ سے نکال ڈالی جائے گی جو عداوتوں اور کینہ اور ہر قسم کے تنفرقوں کی موجب ہوتی ہے جس شخص میں اس وقت وہ موجود ہو ہم صاف کہہ سکتے ہیں کہ وہ اس عالم میں بہشت بریں کے اندر ہے۔

اور چونکہ یہ قوت ایک چشمہ کی طرح ہے اس سے قیاس ہو سکتا ہے کہ اور اخلاق کس پایہ اور کمال کے ہوں گے۔

اس بات کو اندرون خانہ کی خدمتگار عورتیں جو عوام الناس سے ہیں اور فطری سادگی اور انسانی جامہ کے سوا کوئی تکلف اور تصنع کی ریبر کی اور استنباطی قوت نہیں رکھتیں بہت عمدہ طرح سے محسوس کرتی ہیں۔ وہ تعجب سے دیکھتی ہیں اور زمانہ اور اپنے اور اپنے گرد و پیش کے عام عرف اور برتاؤ کی بالکل برخلاف دیکھکر بڑے تعجب سے کہتی ہیں اور مینے بارہا انھیں خود حیرت سے یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ "مرزا بیوی دی گل بڑی منیدا ہے" ایک دن خود حضرت فرماتے تھے کہ مختار کے سوا باقی تمام کج خلقیاں اور تلخیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہیئے۔ اور فرمایا ہمیں تو کمال بےشرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں۔ ہم کو خدا نے مرد بنایا اور یہ درحقیقت ہم پر اتمام نعمت ہے اس کا شکریہ ہے کہ عورتوں سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں۔ ایک دفعہ ایک دوست کی درشت مزاجی اور بدزبانی کا ذکر ہوا کہ وہ اپنی بیوی سے سختی سے پیش آتا ہے۔ حضرت اس بات سے بہت کشیدہ خاطر ہوئے اور فرمایا ہمارے احباب کو ایسا نہ ہونا چاہیئے۔

جن دنوں میں ڈپٹی آتھم سے مباحثہ تھا ایک رات خان محمد شاہ مرحوم کے مکان پر بڑا مجمع تھا اطراف سے بہت سے دوست مباحثہ دیکھنے آئے ہوئے تھے۔ حضرت اُس دن جس کی شام کا واقعہ میں بیان کرنا چاہتا ہوں معمولاً سردرد سے بیمار ہو گئے تھے شام کو جب مشتاقان زیارت ہمہ تن چشم انتظار ہو رہے تھے حضرت مجمع میں تشریف لائے۔ منشی عبد الحق صاحب لاہوری پنشنر نے کمال محبت اور رسم دوستی کی بنا پر بیماری کی تکلیف کی نسبت پوچھنا شروع کیا اور کہا آپ کا کام بہت نازک اور آپ کے سر پر بھاری فرائض کا بوجھ ہے آپ کو چاہیئے کہ جسم کی صحت کی رعایت کا خیال رکھا کریں اور ایک خاص مقوی غذا لازماً آپ کے لئے ہر روز تیار ہونی چاہیئے حضرت نے فرمایا ہاں بات تو درست ہے اور ہم نے کبھی کبھی کہا بھی ہے مگر عورتیں کچھ اپنے ہی دھندوں میں ایسی مصروف ہوتی ہیں کہ اور باتوں کی چنداں پرواہ نہیں کرتیں۔ اس پر ہمارے پرانے موحد خوش اخلاق نرم طبع مولوی عبد اللہ غزنوی کے مرید منشی عبد الحق صاحب فرماتے ہیں اجی حضرت آپ ڈانٹ ڈپٹ کر نہیں کہتے اور رعب پیدا نہیں کرتے۔ میرا یہ حال ہے کہ میں کھانے کے لئے خاص اہتمام کیا کرتا ہوں اور ممکن ہے کہ میرا حکم کبھی ٹل جائے اور میرے کھانے کے اہتمام خاص میں کوئی سرمو فرق آجائے ورنہ ہم دوسری طرح خبر لے لیں۔

میں ایک طرف بیٹھا تھا منشی صاحب کی اس بات پر اُس وقت خوش ہوا اس لئے کہ یہ بات بظاہر میری محبوب آقا کے حق میں تھی اور میں خود فرط محبت سے اسی سوچ بچار میں رہتا تھا کہ معمولی غذا سے زیادہ عمدہ غذا آپ کے لئے ہونی چاہیئے اور ایک دماغی محنت کرنے والے انسان کے حق میں لنگر کا معمولی کھانا بدل ما یتحلل نہیں ہو سکتا۔

اس بنا پر میں نے منشی صاحب کو اپنا بڑا مؤید پایا اور بے سوچے سمجھے (درحقیقت اُن دنوں الٰہیات میں میری معرفت ہنوز بہت سادرس چاہتی تھی) بوڑھے صوفی اور عبد اللہ غزنوی کی صحبت کی تربیت یافتہ تجربہ کار کی تائید میں بول اُٹھا کہ ہاں حضرت منشی صاحب درست فرماتے ہیں حضور کو بھی چاہیئے کہ درشتی سے پیش آیا کریں۔ حضرت نے میری طرف دیکھا اور تبسم سے فرمایا ہمارے دوستوں کو تو ایسے اخلاق سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

اللہ تعالے خوب جانتا ہے میں زکی الحس آدمی اور اُن دنوں تک عزت و بیعزتی کو دنیا داروں کی عرفی اصطلاح کے قالب میں ڈھالنے اور اپنے تئیں ہر بات میں کچھ سمجھنے اور ماننے والا تھا بس خدا ہی خوب جانتا ہے کہ میرا اُس مجمع پر

خلاف کسی اور روپ میں کبھی میرے سامنے جلوہ افروزی کی ہے۔

اس دراز تجربہ میں میںنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت اندرونی و بیرونی معاملات میں کیا دیکھی ہے میں آرزو رکھتا ہوں کہ اُسے بطور مصالح و مواد کے قلم بند کروں کہ ہرایک تیز ذہن سلیم الفطرت نگار خانۂ عالم کی سحر آفرینیوں کا شیدا اُس مواد سے خود ایک مجسمہ یا تصویر تیار کرے اور پھر اُس کے نقوش میں غور کرے کہ ایسی تصویر بجز من جانب اللہ انسان کے اور کس کی ہو سکتی ہے۔

اگرچہ سرسری نگاہ سے اوپری سی بات معلوم ہو گی کہ مومنین معتقدین سے یہ خطاب کیا تعلق رکھتا ہے اس لئے کہ اُن کا ایمان ایسی جزئیات اور تفاصیل سے مستغنی ہوتا اور اُن کا عشق تو پکار پکار یہ پڑھتا ہی ع

حاجت مشاطہ نیست روی دلارام را

مگر جب میں اپنے نفس کو دیکھتا ہوں کہ اس علم بالجزئیات سے اُس نے کیا کیا فائدے حاصل کئے اور یہ واقفیت منازل سلوک کی طے کرنے میں میری کس قدر مددگار ہوئی ہے تو میری روح نُصح اور ہمدردی کے جوش سے مجھے کشاں کشاں اس طرف لاتی ہے کہ اُن بھائیوں کو بھی اس سے آگاہ کروں جنھیں خدا کی مشیت اور ارادہ نے ایسا موقع نہیں دیا جو محض فضل سے مجھے دیا ہے۔ اور میرا دلی اعتقاد ہے کہ میں اس تقریب سے اُن بہت سی اندرونی اور معاشرتی خطرناک بیماریوں کے مجرب نسخے پیش کرسکوں گا جنھوں نے اکثر گھروں کو اُن مکانوں کی طرح جنہیں دق اور سل کی بیماری متوارث چلی آتی ہے بجائے راحت بخش اور سرور افزا مکان اور گھر ہونے کے ماتم کدے اور شیون سرا بنا رکھا ہے۔

اس بنا پر پہلے میں حضرت خلیفۃ اللہ کی معاشرت کی نسبت کچھ لکھتا ہوں۔ اس لئے کہ سب سے بڑی اور قابل فخر اہلبیت کسی شخص کی اس سے ثابت ہوتی ہے کہ اہل بیت سے اُس کا تعلق اعلیٰ درجہ کا ہو اور اُس کا گھر اُس کے قوت انتظامی اور اخلاق کی وجہ سے بہشت کا نمونہ ہو جس کی بڑی سے بڑی تعریف یہی ہے کہ وہاں دلوں کی تپش اور جلن اور رنج و کدورت اور غل و حسد کے محرکات اور موجبات نہ ہوں گے۔

خدا تعالیٰ کی حکیم کتاب میں آیا ہی

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ

اور اس حکیم کتاب کا عملی نمونہ ہمارے سید و مولیٰ رحمۃ للعالمین (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں خیرکم خیرکم لاھلہ یعنی تم میں سے افضل اور خیر و برکت سے بھرا ہوا وہی ہے جس کی رفتار اپنے اہل سے خیر و برکت کی ہے۔

قریب پندرہ برس کے گذرتا ہے جب سے حضرت نے بار دیگر خدا تعالےٰ کے امر سے معاشرت کے بھاری اور نازک فرض کو اُٹھایا ہے۔ اس اثنا میں کبھی ایسا موقع نہیں آیا کہ خانہ جنگی کی آگ مشتعل ہو۔

کوئی بشر خیال کرسکتا ہے کہ ضعیف اور کم علم جنس کی طرف سے اتنے دراز عرصہ میں کوئی ایسی ادا یا حرکت خلاف طبع سرزد نہ ہوئی ہو گی۔ تجربہ اور عرف عام گواہ ہے کہ خانہ نشین ہم پہلو کج طبعی اور جہالت سے کیسی کیسے رنج دہ امور کے مصدر ہوا کرتی ہیں۔ بایںہمہ وہ ٹھنڈا دل اور بہشتی قلب قابل غور ہے جسے اتنی مدت میں کسی قسم کی رنج اور تنغص عیش کی آگ کی آنچ تک نہ چھوئی ہو۔

وہ کڑوا گوشت کا ٹکڑا جو تمام زہروں کا مخزن اور ہر قسم کے غل اور حسد اور کینہ اور عداوت کا منشاء ہے اور جو اس عالم میں دوزخ دربغل ہے اگر کسی شخص سے قطعاً مسلوب نہ ہو چکا ہو۔ اور خدائے قدوس کے دست خاص نے اس کا تزکیہ و تطہیر اور شرح صدر نہ کیا ہو تو خیال میں آسکتا ہی کہ اس پُرپیچ و تاب اور آتش ناک زندگی میں ایسے سکون اور وقار اور جمعیت سے زندگی بسر کرسکے۔

ایک ہی خطرناک اور قابل اصلاح عیب ہے جو سارے اندرونی فتنوں کی جڑ ہے۔ بات بات پر نکتہ چینی اور چڑ اور یہ عیب ایسے منقبض اور تنگ دل کی خبر دیتا ہے کہ جس کی نسبت باآسانی فیصلہ کرسکتے ہیں کہ وہ اس عالم میں درم نقد دوزخ میں ہے۔

دس برس سے میں بڑی غور اور نکتہ چینی کی نگاہ سے ملاحظہ کرتا رہا ہوں اور پوری بصیرت سے اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ حضرت اقدس کی جبلت پاک میں شیطان کے اس مس کا کوئی بھی حصہ نہیں۔

میں خود اپنے اوپر اور اکثر افراد پر قیاس کر کے کہہ سکتا ہوں کہ یہی اعتراض اور نکتہ چینی اور حرف گیری اور بات بات میں چڑچڑا پن کی فطرت ہے جس نے بہتوں کے آرام اور عیش کو مکدر کر رکھا ہے اور ہر ایک شخص جس کی ایسی طبیعت ہے اور قلیل اور بہت ہی قلیل ہیں۔ جو اس عیب سے منزہ ہیں اُس کھا جانے والی آگ کے فوری اثر کو محسوس کرتا اور گواہی دے سکتا ہے کہ بالآخر یہی فطرت ہے جو تمام اخلاقی مفاسد کی اصل اصول ہے اور اس سے زیادہ خدا اور

کس قدر شرمندہ ہوا اور مجھے سخت افسوس ہے کہ کیوں میںنے ایک لمحہ کے لئے بھی بوڑھے تجربہ کار نرم خو صوفی کی پیروی کی۔

برادران اس ذکر سے جسے میںنے نیک نیتی سے لکھا ہے میری غرض یہ ہے کہ اس انسان میں جو مجبولؔ پاکیزہ فطرت اور حقوق کا ادا کرنے والا اور اخلاق فاضلہ کا معلّم ہو کر آیا ہے اور دوسرے لوگوں میں جنھیں نفس نے مغالطہ دے رکھا ہے کہ وہ بھی کسی کی صحبت میں کوئی گھاٹی طے کر چکے ہیں اور ہنوز وہی اخلاق سے ذرا بھی حصہ نہیں لیا بڑا فرق ہے ہاں وہ بات تو رہ ہی گئی۔ اُس بد مزاج دوست کا واقعہ سُنکر آپ معاشرت نسوان کے بارہ میں دیر تک گفتگو کرتے رہے اور آخر میں فرمایا میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ میںنے اپنی بیوی پر آوازہ کسا تھا اور میں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگ بلند دل کے رنج سے ملی ہوئی ہے اور باایں ہمہ کوئی دل آزار اور درشت کلمہ مُنہ سے نہیں نکالا تھا۔ اس کے بعد میں بہت دیر تک استغفار کرتا رہا اور بڑے خشوع و خضوع سے نفلیں پڑھیں اور کچھ صدقہ بھی دیا کہ یہ درشتی زوجہ پر کسی پنہانی معصیت الٰہی کا نتیجہ ہے۔

مجھے اس بات کے سُننے سے اپنی حال اور معرفت اور عمل کا خیال کر کے کس قدر شرم اور ندامت حاصل ہوئی بجز خدا کے کوئی جان نہیں سکتا۔ میری روح میں اُس وقت میخ فولاد کی طرح یہ بات جاگزیں ہوئی کہ یہ غیر معمولی تقویٰ اور خشیۃ اللہ اور دقائق تقویٰ کی رعایت معمولی انسان کا کام نہیں ورنہ میں اور میرے امثال ہزاروں اسلام اور اتباع سُنت کی دعوی میں کم لاف زنی نہیں کیا کرتے اور اس میں شک نہیں کہ متمرد بے باک اور حدود الٰہیہ سے متکبرانہ تجاوز کرنے والے بھی نہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ یہ بصیرت قدسیہ اور تیز شامہ ہمیں نہیں ملی یا اور عوارض کے سبب سے کمزور ہوگئی ہے۔

ہم بڑی سے بڑی سعادت اور اتقا اس میں سمجھتے ہیں کہ موٹے موٹے گناہوں اور معاصی سے بچ رہیں اور بڑے ہی بیّن اور مرئی گناہوں کے سوا دقائق معاصی اور مشتبہات کی طرف ہم التفات نہیں کرتے۔ یہ خُرد بیں کامل ایمان اور کامل عرفان اور کامل تقوی سے ملتی ہے جو حضرت

امامِ زمان علیہ السّلام

کو عطا ہوئی ہے۔ اور میںنے اُس وقت لسان اور جنان کے سچے اتفاق سے کہا اور تسلیم کیا کہ اگر اور ہزاروں باہرہ حجتیں آپ کے منجانب اللہ ہونے پر جو آفتاب سے زیادہ درخشاں ہیں نہ بھی ہوتیں جب بھی یہی ایک بات کہ غیر معمولی تقویٰ اور خشیۃ اللہ آپ میں ہے کافی دلیل تھی۔

بڑے بڑے مرتاض صوفیوں اور دنیا و مافیہا سے دل برداشتگی اور واسوختگی کے اشعار ورد زباں رکھنے والے زاہدوں اور بڑے بڑے اتباع کے مدعیوں اور علمائے رسوم کو دیکھا گیا ہے کہ جلوت میں ابنائے دنیا کے حضور گربہ مسکین کی طرح بیٹھتے ہیں اور ہر ایک دقیقہ کے بعد سر اُٹھا کر اور سینہ اُبھار کر ایک آہ سرد بھر دیتے ہیں اور مشتاقان سخن کے انتظار شدید کے بعد بھی زبان پاک کو کلام سے اگرچہ موزوں اور برمحل کیوں نہ ہو آلودہ نہیں کرتے گھر میں بد مزاج بد زبان اور گرگ و پلنگ ہیں۔

ہندوستان میں ایک نامی گرامی سجادہ نشین ہیں لاکھ سے زیادہ اُن کے مرید ہیں اور خدا کے قرب کا انھیں دعوے بھی بڑا ہے۔ اُن کے بہت ہی قریب متعلقین سے ایک نیک بخت عورت کو کچھ مدت سے ہمارے حضرت کے اندرون خانہ میں رہنے کا شرف حاصل ہے۔ وہ حضرت اقدس کا گھر میں فرشتوں کی طرح رہنا نہ کسی سے نوک ٹوک نہ چھیڑ چھاڑ جو کچھ کہا گیا اس طرح مانتے ہیں جیسے ایک واجب الاطاعت مطاع کے امر سے انحراف نہیں کیا جاتا۔ ان باتوں کو دیکھ کر وہ حیران ہو ہو جاتیں اور بارہا تعجب سے کہہ چکی ہیں کہ ہمارے حضرت شاہ صاحب کا حال تو سراسر اس کے خلاف ہے وہ جب باہر سے زنانہ میں آتے ہیں ایک ہنگامہ رستخیز برپا ہو جاتا ہے اُس لڑکے کو گھور اُس خادمہ سے خفا اُس بچہ کو مار بیوی سے تکرار ہو رہی ہے کہ نمک کھانے پر کیوں زیادہ یا کم ہو گیا یہ برتن یہاں کیوں رکھا ہے اور وہ چیز وہاں کیوں دھری ہے تم کیسی پھوہڑ بد مذاق بے سلیقہ عورت ہو اور کبھی جو کھانا طبع عالی کے حسب پسند نہ ہو تو آگے کے برتن کو دیوار سے پٹخ دیتے ہیں اور بس ایک کہرام گھر میں مچ جاتا ہے۔ عورتیں بلک بلک کر خدا سے دعا کرتی ہیں کہ شاہ صاحب باہر ہی رونق افروز رہیں۔ غض بصر اور عفو اور چشم پوشی کے جزئیات بڑا لمبا مفصّل مضمون چاہتی ہیں۔ موٹی موٹی سمجھ کے کام کاج کرنے والی عورتیں ایسا یقین اس بات پر رکھتی ہیں جیسے اپنے وجود پر کہ حضرت کسی کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھتے۔ ہفتوں مہینوں اندر حرم میں پھرا کریں اور عورتوں کے مجمع میں سے ہر روز کیوں نہ گذرا کریں کبھی بھی آنکھ اُٹھا کر کسی کی طرف نہیں دیکھتے۔ ہمیشہ نظر بر پشت پا دوختہ رہتے ہیں۔ عجب سکون اور جمعیت باطن اور خوارق العادۃ وقار اور حلم ہے

کہ کیسا ہی شور اور غلغلہ برپا ہو جائے جو عموماً قلوب کو پرکاہ کی طرح اڑا دیتا اور شور اور جائے شور کی طرف خواہ نہ خواہ کھینچ لاتا ہے حضرت اُسے ذرہ بھر بھی محسوس نہیں کرتے اور مشوش الاوقات نہیں ہوتے۔

یہی ایک حالت ہے جس کے لئے اہل مذاق تڑپتے اور سالک ہزار دست و پا مارتے اور رو رو کر خدا سے چاہتے ہیں۔ میں نے بہت سے قابل مصنفوں اور لائق محرروں کو سنا اور دیکھا ہے کہ کمرہ میں بیٹھے کچھ سوچ رہے ہیں یا لکھ رہے ہیں اور ایک چڑیا اندر گھس آئی ہے۔ اُس کی چڑ چڑ سے اس قدر حواس باختہ اور سراسیمہ ہوئے ہیں کہ تفکر اور مضمون سب نقش بر آب ہو گیا اور اُسے مارنے اور نکالنے کو یوں لپکے ہیں جیسے کوئی شیر اور چیتے پر حملہ کرتا یا سخت اشتعال دینے والے دشمن پر پڑتا ہے۔

ایک بڑے بزرگ صوفی صاحب یا قاضی صاحب کی بڑی صفت اُن کے پیرو جب کرتے ہیں یہی کرتے ہیں کہ وہ بڑے نازک طبع ہیں اور جلد برہم ہو جاتے ہیں اور تھوڑی دیر آدمی اُن کے پاس بیٹھے تو گھبرا جاتے ہیں اور خود بھی فرماتے ہیں کہ میری جان پر بوجھ پڑ جاتا ہے۔

مدت ہوئی ایک مقام پر میں خود انھیں دیکھنے گیا۔ شاید دس منٹ سے زیادہ میں نہ بیٹھا ہوں گا جو آپ مجھسے فرماتے ہیں کچھ اور کام بھی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ جمعیت قلب اور کوہ وقاری اور حلم اکسیر ہے جس میں ہو اور یہی صفت ہے جس سے اولیاء اللہ مخصوص اور ممتاز کئے گئے ہیں۔

میں نے دیکھا ہے کہ حضرت اقدس نازک سے نازک مضمون لکھ رہے ہیں یہاں تک کہ عربی زبان میں بے مثل فصیح کتابیں لکھ رہے ہیں اور پاس ہنگامہ قیامت برپا ہے بے تمیز بچے اور سادہ عورتیں جھگڑ رہی ہیں چیخ رہی ہیں چلا رہی ہیں یہاں تک کہ بعض آپس میں دست و گریباں ہو رہی ہیں اور پوری زنانہ کرتوتیں کر رہی ہیں۔ مگر حضرت یوں لکھے جا رہے ہیں اور کام میں یوں مستغرق ہیں کہ گویا خلوت میں بیٹھے ہیں یہ ساری لانظیر اور عظیم الشان کتابیں عربی اردو فارسی کی ایسے ہی مکانوں میں لکھی ہیں۔

میں نے ایک دفعہ پوچھا اتنے شور میں حضور کو لکھنے میں یا سوچنے میں ذرا بھی تشویش نہیں ہوتی۔ مسکرا کر فرمایا میں سنتا ہی نہیں تشویش کیا ہو اور کیونکر ہو۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے محمود چار ایک برس کا تھا حضرت معمولاً اندر بیٹھے لکھ رہے تھے اور مسودات لکھے ہوئے سارے رکھے تھے میاں محمود دیا سلائی لے کر وہاں تشریف لائے اور آپ کے ساتھ بچوں کا ایک غول بھی تھا۔ پہلے کچھ دیر تک آپس میں کھیلتے جھگڑتے رہے پھر جو کچھ دل میں آئی ان مسودات کو آگ لگا دی اور آپ لگے خوش ہونے اور تالیاں بجانے اور حضرت لکھنے میں مصروف ہیں سر اُٹھا کر دیکھتے بھی نہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ اتنے میں آگ بجھ گئی اور قیمتی مسودے راکھ کا ڈھیر ہو گئے اور بچوں کو کسی اور مشغلہ نے اپنی طرف کھینچ لیا۔ حضرت کو کسی عبارت کا سیاق ملانے کے لئے کسی گذشتہ کاغذ کے دیکھنے کی ضرورت ہوئی۔ اس سے پوچھتے ہیں خاموش اُس سے پوچھتے ہیں دبکا جاتا ہے۔ آخر ایک بچہ بول اٹھا کہ میاں صاحب نے کاغذ جلادئے عورتیں بچے اور گھر کے سب لوگ حیران اور انگشت بدندان کہ اب کیا ہوگا۔ اور درحقیقت عادتاً ان سب کو علی قدر مراتب بری حالت اور مکروہ نظارہ کے پیش آنے کا گمان اور انتظار تھا اور ہونا بھی چاہیئے تھا مگر حضرت مسکرا کر فرماتے ہیں خوب ہوا اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی بڑی مصلحت ہوگی اور اب خدا تعالے چاہتا ہے کہ اس سے بہتر مضمون ہمیں سمجھائے۔

اس موقعہ پر بھی ابنائے زمانہ کی عادات سے مقابلہ کئے بغیر ایک نکتہ چیں نگاہ کو اس نظارہ سے واپس نہیں ہونا چاہیئے۔

ایسا ہی ایک دفعہ اتفاق ہوا جن دنوں حضرت تبلیغ لکھا کرتے تھے مولوی نورالدین صاحب تشریف لائے۔ حضرت نے ایک بڑا بھاری دو ورقہ مضمون لکھا اور اور اس کی فصاحت و بلاغت خداداد پر حضرت کو ناز تھا اور وہ فارسی ترجمہ کے لئے مجھے دینا تھا مگر یاد نہ رہا اور جیب میں رکھ لیا اور باہر سیر کو چلدئے مولوی صاحب اور جماعت بھی ساتھ تھی واپسی پر کہ ہنوز راستہ ہی میں تھے مولوی صاحب کے ہاتھ میں کاغذ دیدیا کہ وہ پڑھکر عاجز راقم کو دے دیں مولوی صاحب کے ہاتھ سے وہ مضمون گر گیا۔ واپس ڈیرہ میں آئے اور بیٹھ گئے۔ حضرت معمولاً اندر چلے گئے۔ میں نے کسی سے کہا کہ آج حضرت نے مضمون نہیں بھیجا اور کاتب سر پر کھڑا ہے اور ابھی مجھو ترجمہ بھی کرنا ہے۔ مولوی صاحب کو دیکھتا ہوں تو آپ کا رنگ فق ہو رہا ہے آپ نے نہایت بیتابی سے لوگوں کو دوڑایا کہ بھیجو پکڑیو لیکیو کاغذ راہ میں گر گیا۔ مولوی صاحب اپنی جگہ بڑے خجل اور حیران تھے

کہ بڑی غفلت کی بات ہے حضرت کیا کہیں گے عجیب ہوشیار آدمی ہر ایک کاغذ اور ایسا ضروری کاغذ بھی سنبھال نہیں سکا۔ حضرت کو خبر ہوئی معمولی ہشاش بشاش چہرہ تبسم زیرلب تشریف لائے اور بڑا عذر کیا کہ مولوی صاحب کو کاغذ کے گم ہونے سے بڑی تشویش ہوئی۔ مجھے افسوس ہے کہ اس کی جستجو میں اس قدر دوڑ دھوپ اور تکاپو کیوں کیا گیا۔ میرا تو یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالےٰ اس سے بھی بہتر ہمیں عطا فرمائے گا۔

برادران۔ ان سب باتوں کی جڑ خدائے زندہ اور قادر کی ہستی پر ایمان ہے یہ ایمان ہر وقت قویٰ کو زندہ اور تازہ رکھتا اور ہر قسم کی پژمردگی اور افسردگی سے بچاتا رہتا ہے جو دنیاداروں کو بسا اوقات بڑی بڑے شرمناک حرکات پر مجبور کرتی ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے آپ کو سخت دردسر ہو رہا تھا اور میں بھی اندر آپ کے پاس بیٹھا تھا اور پاس حد سے زیادہ شوروغل برپا تھا۔ میںنے عرض کیا جناب کو اس شور سے تکلیف تو نہیں ہوتی فرمایا ہاں اگر چپ ہو جائیں تو آرام ملتا ہے میںنے عرض کیا تو جناب کیوں حکم نہیں کرتے فرمایا آپ ان کو نرمی سے کہدیں میں تو کہہ نہیں سکتا۔

بڑی بڑی سخت بیماریوں میں الگ ایک کوٹھڑی میں پڑے ہیں اور ایسے خاموش پڑے ہیں کہ گویا مزے میں سو رہے ہیں۔ کسی کا گلہ نہیں کہ تم نے نہیں پوچھا اور تونے ہمیں پانی نہیں دیا اور تو نے ہماری خدمت نہیں کی۔

میںنے دیکھا ہے کہ ایک شخص بیمار ہوتا ہے اور تمام تیماردار اس کی بدمزاجی اور چڑچڑاپن سے اور بات بات پر بگڑ جانے سے پناہ مانگ اٹھتے ہیں۔ اسے گالی دیتا ہے اُسے گھورتا ہے اور بیوی کی تو شامت آجاتی ہے بیچاری کو نہ دن کو آرام اور نہ رات کو چین۔ کہیں تکان کی وجہ سے ذرا اونگھ گئی ہے بس پھر کیا خدا کی پناہ آسمان کو سر پر اُٹھا لیا۔ وہ بیچاری حیران ہے ایک تو خود چور چور ہو رہی ہے اور ادھر یہ فکر لگ رہی ہے کہ کہیں مارے غضب و غیظ کے اس بیمار کا کلیجہ پھٹ نہ جائے۔

غرض جو کچھ بیمار اور بیماری کی حالت ہوتی ہے خدا کی پناہ کون اس سے بے خبر ہے۔ برخلاف اس کے سالہا سال سے دیکھا اور سنا ہے کہ جو طمانینت اور جمعیت اور کسی کو بھی آرام اور دینا حضرت کے مزاج مبارک کو صحت میں حاصل ہے۔ وہی سکون حالت بیماری میں بھی ہے اور جب بیماری سے افاقہ ہوا معاً وہی خندہ روئی اور کشادہ پیشانی اور پیار کی باتیں۔

میں بسا اوقات عین اُس وقت پہونچا ہوں جب کہ ابھی ابھی سردرد کے لمبے اور سخت دورہ سے آپ کو افاقہ ہوا آنکھیں کھول کر میری طرف دیکھا ہے تو مسکرا کر دیکھا ہے اور فرمایا ہے اب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اُس وقت مجھے ایسا معلوم ہوا کہ گویا آپ کسی بڑے عظیم الشان دلکشا نزہت افزا باغ کی سیر سے واپس آئے ہیں جو یہ چہرہ کی رنگت اور چمک دمک اور آواز میں خوشی اور لذت ہے۔

میں ابتدائے حال میں ان نظاروں کو دیکھ کر بڑا حیران ہوتا تھا اسلئے کہ میں اکثر بزرگوں اور حوصلہ اور مردانگی کے مدعیوں کو دیکھ چکا تھا کہ بیماری میں کیا چولہ بدل لیتے اور بیماری کے بعد کتنی کتنی مدت تک ایسی سیڑ بل ہوتے ہیں کہ الاماں۔ کسی کی تقصیر آئی ہے جو پہلی کی بات بھی منہ سے نکال بیٹھے۔ بال بچے بیوی دوست کسی کو پرے کو دور ہی سے اشارہ کرتے ہیں کہ دیکھنا کالا ناگ ہے نزدیک نہ آنا۔

اصل بات یہ ہے کہ بیماری میں بھی ہوش وحواس اور ایمان اُسی ٹھکانے رہتا ہے جو صحت کی حالت میں مستقیم الاحوال ہو۔ اور دیکھا گیا ہے کہ بہت سی تندرستی کی حالت میں مغلوب غضب شخص بیماری میں خالص دیوانے اور رشدہ جوش سے مصروع ہو جاتے ہیں۔

حقیقت میں ایمان اور عرفان اور استقامت کے پرکھنے کے لئے بیماری بڑا بھاری معیار ہے۔ جیسے سُکر اور خواب میں بڑبڑانا اور خواب دیکھنا حقیقی تصویر انسان کی دکھا دیتا ہے بیماری بھی مومن اور کافر اور دلیر اور بزدل کے پرکھنے کے لئے ایک کسوٹی ہے۔ بڑا مبارک ہے وہ جو صحت کی حالت میں جوش اور جذبات کو قابو میں رکھتا اور کبھی بھی نفس کی باگ کو ہاتھ سے نکلنے نہیں دیتا۔

برادران۔ چونکہ موت یقینی ہے اور بیماریاں بھی لابدی ہوتی ہیں کوشش کرو کہ مزاجوں میں سکون اور قرار پیدا ہو۔ اسلام پر خاتمہ ہونا جس کی تمنا ہر مسلمان کو ہے اور جو امید وبیم میں معلق ہے اسی پر موقوف ہے کہ ہم صحت میں ثبات وتثبیت اور استقامت واطمینان پیدا کرنے کی کوشش کریں ورنہ اُس خوفناک گھڑی میں جو حواس کو سراسیمہ کر دیتی اور عقائد اور خیالات میں زلزلہ ڈال دیتی ہے تثبیت اور قرار دشوار ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ۚ

یہ تثبیت یہی ہے جو ہمیں حضرت خلیفۃ اللہ

کی سیرت میں دکھا چکا ہوں۔ وہ حسین اور کامل انسان جس پر اس دنیا کی آگ اس دنیا کے آفات و مکروہات کی آگ یہاں کچھ بھی اثر نہیں کر سکی وہ وہی مومن ہے جسے دوزخ کہے گی کہ اے مومن گذر جا کہ تیرے نور نے میری نار کو بجھا دیا ہے۔ اے بہشت کو دونوں جیبوں میں اسی طرح موجود رکھنے والے برگزیدۂ خدا جس طرح آج کل لوگ جیبوں میں گھڑیاں رکھتے ہیں تو یقیناً خدا سے ہے۔ ہاں تو اِس کثیف اور مکروہ دنیا کا نہیں ورنہ وجہ کیا کہ یہ دنیا اپنی آفات و امتحانات کے پہاڑ تیرے سر پر توڑتی ہے اور وہ یوں تیرے اوپر سے ٹل جاتے ہیں جیسے بادل سورج کی تیز شعاعوں سے پھٹ جاتے ہیں۔ لاکھوں انسانوں میں یہ خارق العادت اور فوق العادت جمعیت اور سکون اور ٹھیرا ہوا مزاج جو تجھے بخشا گیا ہے یہ کس بات کی دلیل ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ تو صاف نظر کر پہچانا جائے کہ تو زمینی نہیں ہے بلکہ آسمانی ہے آہ اس زمین کے فرزندوں نے تجھے نہیں پہچانا۔ حق تو یہ تھا کہ آنکھیں تیری راہ میں فرش کرتے اور دلوں میں تجھے جگہ دیتے کہ تو خدا کا موعود خلیفہ اور خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خادم اور اسلام کو زندہ کرنے والا ہے۔ ہاں تو چشم پوشی اور فراخ حوصلگی کی کیا تعریف کروں۔

ایک عورت نے اندر سے کچھ چاول چرائے چور کا دل نہیں ہوتا اور اس لئے اُس کے اعضاء میں غیر معمولی قسم کی بیتابی اور اُس کا ادھر اُدھر دیکھنا بھی خاص وضع کا ہوتا ہے کسی دوسرے تیز نظر نے تاڑ لیا اور پکڑ لیا۔ شور پڑ گیا۔ اس کی بغل سے کوئی پندرہ سیر کی گٹھڑی چاولوں کی نکلی۔ ادھر سے ملامت اُدھر سے پھٹکار ہو رہی تھی جو حضرت کسی تقریب سے اُدھر آ نکلے۔ پوچھنے پر کسی نے واقعہ کہہ سنایا۔ فرمایا محتاج ہے کچھ تھوڑے سے اسے دیدو اور فضیحت نہ کرو اور خدا تعالےٰ کی ستاری کا شیوہ اختیار کرو کبھی کسی سے بازپرس نہیں کرتے کہ یہ تمہاری حرکات نازیبا ہیں اور تم نے کیا بیہودہ بکواس شروع کر رکھا ہے۔

گھر بار میں رعب اور جلال ہے ہر ایک عورت اور بچہ کو جیسے یہ کامل یقین ہے کہ حضرت سزا دینے والے اور گرفت کرنے والے نہیں اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ ادب اور ہیبت اور احترام اُن کے دلوں کو بلا یا گیا ہے اور ڈرتے بھی ایسی ہیں جیسے کسی بڑے سخت گیر سے۔ بس اس ڈر اور ہیبت اور معاً محبت اور مودت کو نہ تو دنیا کے کسی پیرایہ میں بیان کر سکتا ہوں اور نہ کسی دنیا کے بیٹے کو سمجھا سکتا ہوں اس کو وہ مومن ہی خوب سمجھ سکتا ہے جس کا خدا تعالیٰ سے تعلق ہو ایک طرف تو خدا کا جلال اور عظمت اور خشیت اور تقویٰ ایسی طور سے بیان کی گئی ہے کہ تصور سے پیٹھ کی ہڈیاں ٹوٹ جاتی ہیں اور ایک جوان بوڑھا ہو جاتا ہے۔ اور باایں ہمہ عشاق اس کی طرف یوں بڑھتے ہیں جیسے شیرخوار بچہ ماں کی پستان کی طرف۔ حالانکہ فطرتاً انسان ڈراونی چیز سے بھاگتا ہے مگر وہ بات کیا ہے کہ روحیں آگ اور پانی کے سمندروں کی کچھ بھی پرواہ نہ کر کے خدا سے ملنے کو تڑپتے ہیں۔

خدا تعالےٰ کے مظہروں اُس کے خلیفوں کی ہیبت اور عظمت اُس شخص کی مانند نہیں ہوتی جو قہر اور سطوت سے غصباً قلوب پر متمکن ہو جاتا اور ایک خوفناک زہریلے سانپ کی طرح غضب کے مقناطیسی اثر سے چھوٹے جانداروں کو بیہوش کر دیتا ہے اور نہ اُن کا حلم اور فروتنی ایک بےغیرت بزدل کیسی ہوتی ہے جو لازماً ہر آنکھ اور دل سے اتر جاتا ہے۔ اُن کی ہیبت محبت اور پیار سے ملی ہوئی اور اُن کا پیار ادب اور عظمت کو ساتھ لئے ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے سایہ کے نیچے پاکیزگی اور طہارت اور عفت اور تقویٰ اور اوامرالٰہی کی پابندی آرام پاتی ہے اور شیطان اور اُس کی ذریت کو ان جگہوں میں دخل نہیں ملتا ورنہ ممکن ہے کہ گرفت نہ ہو کسی قسم کی کوئی دھمکی اور سزا نہ ہو اور نظام میں خلل نہ آ جائے اور گھر سارے لوازم میں معاشرت کے عمدہ سے عمدہ محاسن کا قابل تقلید نمونہ ہو۔ ایک تندخو جس کا نفس پر ذرا بھی قابو نہیں اور جو درحقیقت اپنے آپ میں ہر وقت جلتے ہوئے تنور میں پڑا ہے یہ سُنکر جلد بول اُٹھے گا اور انکار اور استبعاد سے میرے اس بیان کو دیکھے گا اس لئے کہ اُس کے نزدیک اصطلاحی رعب اور ادب اور غیرت قائم رکھنے کے لئے سفیر کی طرح چیں بہ جبیں رہنا اور چیتے کی طرح موچھوں کو تاؤ دیتے رہنا اور سیہ کے کانٹوں کی طرح کھڑا رکھنا ضروری ہے مگر اُس نے ٹھوکر کھائی ہے اور اُس کے شریر نفس نے اُسے سخت دھوکا دیا ہے۔ کاش اُسے خبر ہوتی کہ اُس کا سارا گلہ اس سے بیزار ہے اور وہ اُس وقت بڑے خوش ہوتے ہیں جب وہ گرگ وش گلہ بان اُن کے سر پر نہ ہو۔

کبھی گھر میں حساب نہیں لیتے کہ جتنا تم نے مانگا تھا واقعی اُتنا خرچ بھی ہوا۔ اور کہاں کہاں ہوا اور اتنا زیادہ لیا گیا اور فلاں چیز اُس اندازہ سے کم ہے اور اُن اخراجات اور آمدنیوں کے لئے کوئی حساب کتاب یا بہی کھاتہ نہیں۔

مراد علی

خدا تعالیٰ نے آپ کا قلب ایسا وسیع اور صدر ایسا منشرح بنایا ہے کہ ان امور کی فکریں اور کاوشیں اور یہ مادی تجسس اُس میں دخل پا ہی نہیں سکتے۔

میں مانتا ہوں کہ ایک دنیادار جس کا خدا اپنا ہی ناتوان نفس ہے۔ یہ چال اختیار نہیں کرسکتا اور نہ کرنی چاہتا ہے۔ اور اگر وہ تکلف سے اختیار بھی کرے تو ممکن ہے کہ اُس کا سارا شیرازہ اُدھڑ جائے اور تار و پود ٹوٹ پھوٹ جائے مگر زندہ اور قادر خدا پر ایمان رکھنے والوں کے قول اور فعل نرالے ہی ہوتے ہیں۔ اُن کی راستی اور خدا پر غیر مذبذب بھروسہ میں نامراد نہ ہونے کا صاف ثبوت یہی ہے کہ سب سے زیادہ مستقیم الاحوال اور اُن مختل اور ممکن تباہیوں اور خانہ ویرانیوں سے محفوظ ہیں جو ایسی صورتوں میں ایک دنیادار کے خیال وگمان میں آتی ہیں۔

اور درحقیقت خدا والوں کو ان خبرداریوں اور بہی کھاتوں کی فکروں سے جو شامت اعمال اور عدم تقویٰ سے کلاب الدنیا کے طائر عقل ہو رہی ہیں کیا تعلق ہے۔

ایک روز حضرت اقدس فرماتے تھے اگر انسانوں میں تقویٰ ہوتا تو پرندوں کی طرح بھوکے نکلتے اور پیٹ بھر کر واپس آتے۔ درحقیقت یہ آگ طلب دنیا کی جس نے آدم کے بیٹے کو کتے کی جنس سے بنا دیا ہے کہ ہر وقت ہانپتا رہتا اور ایک اندرونی جلن ہے جو اسے لگی ہوئی ہے اس کی جڑ خدا کے وعدوں پر یقینی اعتماد اور توکل نہ ہونا اور اپنے ہی قویٰ کو امید و بیم کا مرجع ٹھیرانا ہے۔ سو طالب بھی ضعیف مطلوب بھی ضعیف نتیجہ یہی ہونا چاہیئے کہ اسے کبھی قرار نہ آئے۔

آج مادی دنیا کے آگے یہ باتیں ہنسی ہیں اور وہ ایسے لوگوں کو بڑی فراخ حوصلگی سے نیم مجنون اور مخبط کا لقب دیتے ہیں۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ وہ اس سائنس سے بے خبر ہیں اور ہوا پرستی نے خدا پرستی کے قویٰ اور حواس تباہ کردئے ہیں۔

الغرض حضرت کو ہر متنفس پر وثوق ہے اور بالبداہت ہر ایک کو سچا سمجھتے ہیں۔ کیسی ہی خستہ حال اور گھنونی صورت و وضع کی کوئی عورت ہو جس کو دیکھکر ایک بدظن اور اس عالم کا تیز حس یہ چاہے کہ اس کے آگے سے دور ہو جائے اور وہ بات کرے تو کان بند کرلے اور اس سے پہلے آنکھ پر اور ناک میں ہاتھ اور انگلی رکھدے حضرت ہیں کہ گھنٹوں ایسی جمعیت اور قرار سے اُس کی بات سُنتے جارہے ہیں کہ گویا ایک عندلیب شیریں مقال چہچہا رہی ہے۔ یا ایک طوطی عذب البیان ہے جو دلچسپ نقل لگا رہی ہے۔ کیسی بے تکی اور بے معنی باتیں کوئی کرے کبھی ایک اشارہ تک نہیں کیا کہ تیری باتیں فضول محض اور اُن کا سنتا اوقات کا خون کرنا ہے۔ اور جو واقعہ سُنایا گیا اُس کی تکذیب نہیں کی۔ جو سودا لائی ہے اس کی چگونگی کی نسبت بازپرس نہیں اور جو کچھ خرچ کیا اور جو کچھ واپس دیا ہے آنکھ بند کرکے لیا اور جیب میں ڈال لیا ہے۔

گاؤں کے بہت ہی گمنام اور پست ہمت اور وضیع فطرۃ جولاہوں کے لڑکے اندر خدمت کرتے ہیں اور بیسیوں روپیوں کے سودے لاتے بارہا امرتسر جاتے اور بارہا لاہور جاتے اور ضروری اشیا خرید لاتے ہیں۔ کبھی گرفت نہیں۔ سختی نہیں۔ بازپرس نہیں۔ خدا جانے کیا قلب ہے اور درحقیقت خدا ہی ان قلوب مطہرہ کی حقیقت جانتا ہے جس نے خاص حکمت اور ارادہ سے اُنھیں پیدا کیا ہے اور کیا ہی سچ فرمایا اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔

میں نے خاص غور کی اور ڈھونڈ کی ہی آنکھ لگائی ہے کان لگائے ہیں اور ایسے اوقات میں ایک نکتہ چیں ریویو نویس کا دل و دماغ لے کر اس نظارہ کا تماشائی بنا ہوں۔ مگر میں اعتراف کرتا ہوں کہ میری آنکھ اور کان ہر دفعہ میرے ایمان اور عرفان کو بڑھانے والی بات ہی لائی۔ اتنے دراز عرصہ میں میں نے کبھی بھی نہیں سُنا کہ اندر تکرار ہو رہی ہے اور کسی شخص سے لین دین کے متعلق بازپرس ہو رہی ہے۔

سبحان اللہ کیا سکون زا دل اور پاک فطرت ہے جس میں سوءظن کا شیطان نشیمن بنا ہی نہیں سکا۔ اور کیا ہی قابل رشک بہشتی دل ہے جیسے یہ آرام بخشا گیا ہے۔ اور پھر کوئی نقصان اور مضرت عاید حال نہیں چنانچہ کہ اگر یہ اتفاق اور اعتقاد عام معاش اور معاد کی میزان میں کم وزن ہو یعنی نظام عالم اور خدا کی نگاہ میں مکروہ ہو تو کارخانہ درہم برہم ہو جانا چاہیئے۔ مگر دن دونی رات چوگنی ترقی گواہ ہے کہ خدا ایسے ہی دلوں کو پیار کرتا ہے۔

اگر کبھی کوئی خاص فرمایش کی ہے کہ وہ چیز ہمارے لئے تیار کردو اور عین اُس وقت کسی عارضہ یا ضعف کا مقتضا تھا کہ وہ چیز لازماً تیار ہی ہوتی اور اس کے انتظار میں کھانا بھی نہیں کھایا اور کبھی کبھی جو کھنی یا توجہ الی اللہ سے نزول کیا ہے تو یاد آگیا ہے کہ کھانا کھانا ہی اور منتظر ہیں کہ وہ چیز آتی ہے۔ آخر وقت اُس کھانے کا گذر گیا اور شام کے

کھانے کا وقت آگیا ہے اُس پر بھی کوئی گرفت نہیں۔ اور جو نرمی سے پوچھا ہے اور عذر کیا گیا ہے کہ دھیان نہیں رہا تو مسکرا کر الگ ہوگئے ہیں۔

اسبا اسبا ادنیٰ خدمتگار اور ادنیٰ کی عورتیں جو کچھ چاہتی ہیں پکاتی پکھاتی ہیں اور ایسا تصرف ہے کہ گویا اپنا ہی گھر اور اثاث البیت ہے۔ اور حضرت کے کھانے کے متعلق کبھی ذہول اور تغافل بھی ہو جائے تو کوئی گرفت نہیں۔ کبھی نرم لفظوں میں بھی یہ نہ کہا کہ دیکھو یہ کیا حال ہے تمھیں خوف خدا کرنا چاہیئے۔

یہ باتیں ہیں جو یقین دلاتی ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا بالکل سچ ہے کہ میں اپنے رب کے ہاں سے کھاتا اور پیتا ہوں اور حضرت امام علیہ السلام بھی فرماتے ہیں۔

من می زیم بوحی خدا کہ بامن است
پیغام اوست چوں نفس روح پرورم

حقیقت میں اگر یہ سچ نہ ہو تو کون تاب لا سکتا ہے اور ان فوق العادۃ فطرۃ رکھنے والے انسانوں کے سوا کس کا دل گردہ ہے کہ ایسے حالات پر قناعت کر سکے۔

مجھے یاد ہے کہ حضرت لکھ رہے تھے ایک خادمہ کھانا لائی اور حضرت کے سامنے رکھدیا اور عرض کیا کھانا حاضر ہے فرمایا خوب کیا مجھے بھوک لگ رہی تھی اور میں آواز دینے کو تھا۔ وہ چلی گئی اور آپ پھر لکھنے میں مصروف ہوگئے اتنے میں کتا آیا اور بڑی فراغت سے سامنے بیٹھ کر کھانا کھایا اور برتنوں کو بھی خوب صاف کیا اور بڑے سکون اور وقار سے چلدیا۔ اللہ اللہ ان جانوروں کو بھی کیا عرفان بخشا گیا ہے۔ وہ کتا اگرچہ رکھا ہوا اور سدھا ہوا نہیں مگر خدا معلوم اُسے کہاں سے یہ یقین ہوگیا اور بجا یقین ہوگیا کہ یہ پاک وجود بے شر اور بے ضرر وجود ہے اور یہ وہ ہے جس نے کبھی چیونٹی کو بھی پاؤں تلے نہیں مسلا اور جس کا ہاتھ کبھی دشمن پر بھی نہیں اُٹھا غرض ایک عرصہ کے بعد جب ظہر کی اذان ہوئی تو آپ کو پھر کھانا یاد آیا۔ آواز دی خادمہ دوڑی آئی اور عرض کیا کہ میں تو مدت ہوئی کھانا آپ کے آگے رکھ کر آپ کو اطلاع کر آئی تھی اس پر آپ نے مسکرا کر فرمایا اچھا اب جو کچھ بچا ہو تو لاؤ۔ پھر فرمایا اچھا تو اب شام کو ہی کھائیں گے۔

آپ کے حلم اور طرز تعلیم اور قوت قدسیہ کی ایک بات مجھے یاد آئی ہے دو سال کی بات ہے تقاضائے سن اور عدم علم کی وجہ سے اندر کچھ دن کہانی کہنے اور سننے کا چسکا پڑ گیا۔ آدھی رات گئے رنگ سادہ اور معصوم کہانیاں اور پاک دل بہلانے والے قصے ہو رہے ہیں اور اُس میں عادۃً ایسا استغراق ہوا کہ گویا وہ بڑے کام کی باتیں ہیں۔ حضرت کو معلوم ہوا سُنکے کسی کو کچھ نہ کہا۔ ایک شب سب کو جمع کر کے کہا آؤ آج ہم تمھیں اپنی کہانی سنائیں۔ ایسی خداتگی اور خوف خدا دلانے والی اور کام کی باتیں سنائیں کہ سب عورتیں گویا سوتی تھیں اور جاگ اُٹھیں سب نے توبہ کی اور اقرار کیا کہ وہ صریح بھول میں تھیں اور اُس کے بعد وہ سب داستانیں افسانۂ خواب کی طرح بادوں ہی ہی مٹ گئیں۔

ایسے موقعہ پر ایک تندخو مصلح جو کارروائی کرتا اور بے فایدہ اور بے نتیجہ حرکت کرتا ہے کون نہیں جانتا۔ ممکن ہے کہ ایک بدمزاج بدزبان ظاہر میں ڈنڈے کے زور سے کامیاب ہو جائے مگر وہ گھر کو بہشت نہیں بنا سکتا۔

ہمارے حضرت کی سیرت اس کے لئے اسوہ حسنہ ہے۔ حضرت کی زوجہ محترمہ آپ سے بیعت ہیں اور آپ کے منجانب اللہ ہونے پر صدق دل سے ایمان رکھتی ہیں۔ سخت سے سخت بیماریوں اور اضطراب کے وقتوں میں جیسا اعتماد انھیں حضرت کی دعا پر ہے کسی چیز پر نہیں۔ وہ ہر بات میں حضرت کو ایسا صادق و مصدوق مانتی ہیں جیسے کوئی جلیل سے جلیل صحابی مانتا ہے۔ اُن کے کامل ایمان اور راسخ اعتقاد کا ایک بین ثبوت سُنیئے۔ عورتوں کی فطرۃ میں سَوت کا کیسا برا تصور ودیعت کیا گیا ہے۔ کوئی بھیانک قابل نفرت چیز عورت کے لئے سوت سے زیادہ نہیں۔ عربی میں سوت کو ضرّہ کہتے ہیں۔ حضرت کی اُس پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے جو ایک نکاح کے متعلق ہے اور جس کا ایک حصہ خدا کے فضل سے پورا ہوچکا ہے اور دوسرا دور نہیں کہ خدا کے بندوں کو خوش کرے حضرت بیوی صاحبہ مکرمہ نے بار ہا رو رو کر دُعائیں کی ہیں اور بارہا خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا ہے کہ گو میری زنانہ فطرۃ کراہت کرتی ہے مگر صدق دل اور شرح صدر سے چاہتی ہوں کہ خدا کے منہ کی باتیں پوری ہوں اور اُن سے اسلام اور مسلمانوں کی عزت اور جھوٹ کا زوال و ابطال ہو۔ ایک روز دعا مانگ رہی تھیں حضرت نے پوچھا آپ کیا دعا مانگتی ہیں آپ نے بات سنائی کہ یہ مانگ رہی ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ سوت کا آنا تمھیں کیونکر پسند ہے آپ نے فرمایا کچھ ہی کیوں نہ ہو مجھے اس کا پاس ہے کہ آپ کے منہ سے نکلی ہوئی باتیں پوری